ڈاکٹر طارق محمود ہاشمی

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

جوش کا تصورِ انسان

Dr Tariq Mehmood Hashmi

Associate Professor, Department of Urdu, GC University, Faisalabad

The concept of Man in Josh's Works

Josh Malih Aabadi is a major figure of modern Urdu poetry and it mainly concerns with reality of man. Although his concepts have contradictions yet his approach is positive to identify the purpose of human life. Josh is a contemporary poet of Iqbal. He differs with Iqbal in his most of the poems about concept of man and his relation with God. Josh believes that man can be God of this universe through his will, but unfortunately because of ignorance he is not able to posses this position. The exact title for his concept of man is no doubt a Rational Man.

جدید اردو نظم کا ایک معتبر حوالہ قرار دیتے ہوئے جوش کو معاصر تنقیدی رویوں نے ایک عرصہ بہت اہمیت دی جس کے کئی ایک اسباب ہو سکتے ہیں۔ اب بھی بعض مدّاحین ان کی سرمایۂ سخن کو عقیدت کی نظر دیکھتے ہیں لیکن اب اردو نظم کا جو منظرنامہ تشکیل پایا ہے اُس میں جوش کی تصویر کچھ زیادہ واضح نہیں۔

یہاں مقصد ان کے مقام و مرتبے کے تعین ہے نہ کسی بحث میں الجھاؤ بلکہ جدید اردو نظم میں انسان کے بارے میں جن تصورات نے ظہور کیا ہے اُن میں جوش کی منظومات میں اُن کے میلانات کی دریافت ہے۔ اِس حوالے سے اولین قابلِ ذکر نکتہ وہ فکری اختلاف ہے جو وہ اقبال کے حوالہ سے رکھتے ہیں یعنی اقبال کا مردِ مومن اپنی گوناگوں صفات اور قوتِ عمل کے باعث عروج و ارتقا کی منازل طے کرتا ہوا اُس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں وہ ’’گفتار میں، کردار میں اللہ کی برہان‘‘ اور نوری نہاد و بندۂ مولا صفات بن جاتا ہے۔ پھر یہ انسان، کائنات میں نائبِ خدا بن کر انفس و آفاق پر اپنے وہ احکام صادر کرتا ہے جو مشیتِ ایزدی کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس جب ہم جوش کے تصورِ انسان کا تجزیہ کرتے ہیں تو یہ نہ صرف کائنات کا حاکم ہے بلکہ خدا سے بھی برابری کی سطح پر خطاب کرتا ہے۔ جوش کا انسان بندۂ مولا صفات نہیں ہے بلکہ خود اس کائنات کا مولا ہے۔ وہ نائب خدا نہیں ہے بلکہ ’خدا‘ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جوش ’لا الہ الا اللہ‘ کا ورد کرنے کے بجائے ’لا الہ الا الانسان‘ کا کلمہ

پڑھتے اور پڑھواتے ہیں۔ جوش کے نزدیک:

آدمی فرماں روائے این و آں
آدمی، مسجودِ خیلِ قدسیاں
میرِ وقت و پیرِ دوراں آدمی
تشنگیِ آبِ حیواں آدمی
آدمی، تفسیرِ آیاتِ وجود
آدمی، شایانِ تسبیح و درود
ابتدائے آدمی، پیغمبری
انتہائے آدمی ہے داوری (۱)

اور کائنات کا یہ حاکم جب داوری کرتا ہے تو مسرور ہو کر یوں گویا ہوتا ہے:

مری شان سے بحر و بر کانپتا ہے
شجر کانپتا ہے ، حجر کانپتا ہے
مرے تیشۂ نو کی جھنکار سن کر
دلِ سخت کوہ و کمر کانپتا ہے
مرے ذوقِ تسخیرِ قدرت کے آگے
عناصر کا قلب وجگر کانپتا ہے
مرے تازہ آئینِ فکر و نظر سے
نظامِ قضا و قدر کانپتا ہے (۲)

یہ نغمۂ داوری ظاہر کرتا ہے کہ انسان نے خدا کو معزول کر دیا ہے اور کائنات پر اپنی تاج پوشی کا اعلان کر چکا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ 'خدا' جسے انسان نے معزول کیا ہے۔ کون سا خدا ہے۔ کیا معزول ہونے والا خدا وہی ہے جو ذاتِ حق ہے اور اگر یہ خدا ذاتِ حق ہے تو وہ کون سا خدا ہے کہ جوش اپنی بعض منظومات میں جس کی حمد پڑھتے ہیں اور بقول جوشؔ:

جس کے قبضے میں زماں ہے، جس کے قدموں میں زمین
آج تک پہنچی نہیں جس اوج تک چشمِ خیال
داغِ شخصیت سے ہے نا آشنا جس کی جبیں
نوعِ انسان کے تعاون کی جسے حاجت نہیں
وہ خدا، وہ طاقتِ مخفی، وہ دارائے حیات
جس کی اک ادنیٰ سی جنبش کا لقب ہے کائنات
اُس کی کوئی ابتدا ہے اور نہ کوئی انتہا (۳)

ظاہر ہے ایسے خدا کا انکار جوش نہیں کر سکتے تو پھر وہ خدا کون سا ہے جو معزول ہو کر 'شبیر حسن خاں سے بھی چھوٹا' ہو گیا ہے۔ دراصل جوش کا خدا کے بارے میں متشکک کا رویہ ہے اور یہ تشکیک محض خدا پر ایمان کے حوالہ ہی سے نہیں بلکہ خدا کی تکفیر کو بھی وہ تشکیک سے دیکھتے ہیں۔ بقول سلیم احمد: ''کفر و ایمان دونوں پر تنقیدی نظر ڈالتا ہے اور دونوں سے اپنے سوالات کا جواب طلب کرتا ہے۔'' (۴)

جوش کے نزدیک خدا پر ایمان اور کفر دونوں تقلیدی رجحانات کے باعث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کا خدا سے ''انکار بھی جہل اور اور اقرار بھی جہل'' جوش خدا کے بارے میں اسی جاہلانہ رویہ کے خلاف ہیں۔ لہٰذا وہ خدا کے بارے میں تمام تر روایتی تصورات کی نفی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد حسن نے بجا لکھا ہے کہ:

> جوش خدا کے روایتی تصوّر کے خلاف ہیں کیونکہ اُن کے نزدیک انسان نے خدا کو بھی اپنی تنگ دل اور تنگ نظر ہستی کے سانچے میں ڈھال لیا ہے۔ اسی لیے وہ مولویوں پر خدا کے ساتھ کھیلے ہوئے کی پھبتی کستے ہیں۔ (۵)

چنانچہ جوش جہاں خدا پر تنقید کرتے ہیں یا طنز و تعریض کا رویہ اپناتے ہیں تو وہ دراصل خدا کے اس مسخ شدہ تصور کا مذاق اڑاتے ہیں اور جس کے مقابلے میں انسان ایک عظیم ہستی ہے۔

جوشؔ اپنی تشکیک کے باعث خدا کا کوئی واضح تصور نہیں دے سکے اور نہ ہی اس پر انہوں نے زیادہ گہری فکر کی ہے۔ البتہ انسان اُن کے نزدیک ایک ایسی ہستی ضرور موجود ہے جو ارض و سما پر حکمرانی کے اہل ہے اور کائنات کا ہر ذرہ اُس کا تابع فرمان ہے۔ لہٰذا جوش انسان کو یہ احساس دلاتے ہیں کہ وہ اپنی ذات کا ادراک حاصل کرے اور وہ تصورات جو بغض و عناد پر مبنی ہیں اُن کو ترک کرے اور لسان، ادیان اور اوطان کے زندانِ مثلث سے نکل کر امن و آشتی اور عشق و خلوص کے رویوں کو فروغ دے۔

جوشؔ نے انسان پر جو نظمیں کہی ہیں وہ بظاہر متضاد رویوں کی حامل ہیں۔ ایک طرف انسان عظمتوں اور رفعتوں کو چھوتا ہوا نظر آتا ہے۔ تو دوسری طرف ذلتوں اور پستیوں میں گرا ہوا نظر آتا ہے۔ بقول ڈاکٹر عقیل احمد:

> جوش ایک وقت میں کچھ نظر آتے ہیں اور دوسرے وقت میں کچھ۔ ایک طرف تو وہ انسان کی بالادستی کے قائل ہیں، تو دوسری طرف اُسے مجبور تصور کرتے ہیں۔ (۶)

لیکن یہ جوش کا فکری تضاد نہیں ہے۔ بلکہ جب وہ انسان کی عظمت کی بات کرتے ہیں تو یہ وہ انسان ہے جو عرفانِ ذات کے عمل سے گزر چکا ہے اور جس کی تعمیر جوش اپنے ذہن میں کر چکے ہیں اور جب وہ انسان کو اُس روپ میں دیکھتے ہیں کہ وہ پستی میں گرا ہوا ہے تو یہ وہ انسان ہے جس کا تعلق، جوش کے خارجی ماحول سے ہے اور جوش جس کے داخل میں انقلاب رونما کر کے اُسے اول الذکر انسان بنانا چاہتے ہیں۔ جوشؔ نے اپنی بہت سی نظموں میں انسان کی جہالت پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور اُن رویوں کا ماتم کیا ہے جو اس جہالت کے باعث نشوونما پا چکے ہیں۔

اب تک ہے بزمِ جہل میں ناداں ڈٹا ہوا
اب تک ہے علم و عقل و ہنر میں گھٹا ہوا
اب تک لباسِ ذہن و ذکا ہے پھٹا ہوا

اب تک ہے خاکِ تیرہ میں انساں اٹا ہوا
ہرچند خاکِ تیرہ سے بالا ہے آدمی (۷)

جوشؔ کے نزدیک انسان کی یہی جہالت ہے جس کی وجہ سے وہ حادثاتِ زمانہ کا شکار ہے۔ ورنہ انسان ان حادثات کو بھی روندنے کی قوت رکھتا ہے۔

پروا کسے جو آج ہے دن بھی سیاہ رات
کیا غم اگر زمین پہ وا ہے درِمہمات
یعنی بحکمِ دہر و بفرمانِ کائنات
انساں کو آج روند رہے ہیں یہ حادثات
کل اِن کو جوشؔ روندنے والا ہے آدمی (۸)

اُن کے نزدیک آنے والے اس 'کل' کا انسان 'آج' کے جاہل انسان سے مختلف ہوگا۔ چنانچہ وہ نوعِ بشر کو جاگنے کا مسلسل پیغام دیتے ہیں۔

آفاق میں جو کچھ ہے وہ دانا کی نظر ہے
وجدان نہیں، عقل جہاں خضر ہے
دل مرکزِ اندیشہ ،نہ صلجائے خبر ہے
انسان کی دولت ہے کوئی چیز تو سر ہے
اے نیند میں ڈوبے ہوئے انسان کے سر جاگ
اے نوعِ بشر، نوعِ بشر، نوعِ بشر جاگ (۹)

جوشؔ کے خیال میں انسان کا سر سورہا ہے۔ وہ اپنے دماغ کو اپنی صلاحیتیں بروئے کار نہیں لانے دیتا۔ جوش انسان کو جاگنے کا پیغام دیتے ہیں۔ یہ بیداری دراصل اُس کے دماغ کی بیداری ہے کہ جب تک دماغ پر خواب طاری ہے انسان اسی طرح دکھ اور رنج کا شکار ہوتا رہے گا اور زندگی کی راہ میں ٹھوکریں اُس کا مقدر رہیں گی اور وہ مکدّر رہے گا۔

جوشؔ کے نزدیک انسانی عقل، مصائبِ کائنات کا مقابلہ کرنے کی جرأت رکھتی ہے۔ انسانی عقل کے سامنے کہکشائیں بھی گردِراہ ہیں اور اسی قوت کی بدولت وہ افلاک کا حاکم ہے۔ قمر رئیس، جوش کے علمی و عقلی رویوں کے بارے میں رقمطراز ہیں:

> جوش کا نظریہ علم حرکی، عملی اور ہمہ گیر ہے۔ انسانی تمدن کے ارتقا میں وہ اسی سائنسی علم کو کارفرما دیکھتے ہیں جو محنت اور اُس کے تجربات کا عطیہ ہے۔ اُس کے مقابلہ میں وہ جہالت، ضعیف الاعتقادی اور قدیم جامد علوم کو آدمیت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تصور کرتے ہیں۔ (۱۰)

جوشؔ کے یہ نظریات، جان لاک کے فلسفۂ تجربیت اور اگست کامتے کے اثباتیت کے خیالات کے بہت قریب ہیں کہ جن کی رو سے کائنات کے موجودات کا ادراک انسانی دماغ ہی کرسکتا ہے اور جو کچھ اس سے ماورا ہے وہ محض وہم و گمان

ہے۔ جوش بھی وجدان اور 'چراغِ آیات' کو راہنما تسلیم کرنے کے بجائے انسانی فکر اور نگاہِ تجسس کو اہمیت دیتے ہیں۔

رکاب تھام کے چل روحِ آدم ایجاد
چلا ہے علم، سوئے دشتِ جہل، بہرِ جہاد
دیارِ لات و ہبل میں پکار کر کہدو
کہ ہو رہا ہے بشر بندگی سے اب آزاد
وہ اک نگاہِ تجسس ہے سوئے ذات و صفات
سمجھ رہے ہیں جسے مفتیانِ دیں الحاد
غرض ہے علم سے اے جوشؔ، بت ملے کہ خدا
اٹھا بھی پردۂ اسرار ، ہرچہ بادا باد (۱۱)

جوشؔ کی عقل پرستی کی ایک وجہ یہ ہے کہ انہیں اپنے ماحول میں سوائے توہم کے اور کچھ نظر آتا ہے اور یہی توہمات ہیں جو انسان کے لیے ایک بڑا زندان ہیں۔ جوشؔ اپنے ماحول کی توہم پرستی سے کس قدر بیزار ہیں۔ اس کا اندازہ اُن کی نظم ''مردوں کی دھوم'' سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس مذہبی توہم پرستی کے علاوہ انہیں وہم کی اور بہت سی حالتیں ایسی نظر آتی ہیں جو انسان کے ذہن کو مغلوب کیے ہوئے ہیں۔

جوشؔ وہم کو 'دامِ باطل' قرار دیتے ہیں اور اُس قوت کو تلاشتے ہیں جو اس دام سے انسان کو آزاد کرے۔ یہ قوت فکر ہے جو نہ صرف انسان کو دامِ باطل سے آزاد کرتی ہے بلکہ اُس میں تسخیر کی قوت بھی آجاتی ہے۔ جوشؔ کہتے ہیں کہ جب عقل کی کارفرمائی ہو تو:

ذوق نکھرا، کہکشانی بام و در بننے لگے
سنگ ریزے آئنے، قطرے گہر بننے لگے
برق پارے، فرغ ہائے نامہ بر بننے لگے
آہنی اعصاب ڈھل کر بال و پر بننے لگے
زندگی اوجِ ثریا کی طرف جانے لگی
قلبِ انجم کے دھڑکنے کی صدا آنے لگی (۱۲)

جوشؔ کے نزدیک، عقل ایک زبردست طاقت ہے جو آفاق پر چھا جاتی ہے۔ اس نظریہ پر غور کریں تو جوش کے ان خیالات میں نٹشے کے فلسفہ ارادیت کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ نٹشے کے نزدیک انسان کے پاس اتنی ہمہ گیر طاقت ہے کہ وہ کائنات کا کبریا بن سکتا ہے۔ وہ اپنے ارادوں سے ہفت افلاک پر غالب آجاتا ہے۔ آفاق کا ذرہ ذرہ اُس کے ارادوں کا محکوم ہوتا ہے۔ انسان جو کچھ چاہے اپنے ارادے سے کر سکتا ہے۔ نٹشے کے خیال میں جو تغیرات اور انقلاب رونما ہوتے ہیں وہ دار صل انسان ہی کی قوتِ ارادی کے مرہونِ منت ہوتے ہیں زمین پر جو کچھ ہوتا ہے وہ اسی ارادے ہی کی تکمیل ہوتی ہے۔

جوشؔ کی درج ذیل رباعی ملاحظہ ہو جس میں وہ انسانی ارادے ہی کو ایک بڑے انقلاب کا پیش خیمہ قرار دیتے

ہیں اور انسان قوت کے حصول سے کائنات کا معبود بن جاتا ہے۔

قانون نہیں ہے کوئی فطرت کے سوا
دنیا نہیں کچھ نمودِ طاقت کے سوا
قوت حاصل کر اور مولا بن جا
معبود نہیں ہے کوئی قوت کے سوا (۱۳)

جوشؔ اس بات پر یقین کا اظہار کرتے ہیں کہ انسان ایک دن قوتِ ارادی کے ذریعے کائنات کا مولا ضرور بنے گا۔ آج یہ انسان ظلوم وجہول ضرور ہے۔ زمانہ موجود میں کائنات پر انسان سے بڑھ کر کوئی مظلوم نہیں، لیکن ایک وقت ضرور ایسا آئے گا جب انسان ظلوم وجہول نہیں رہے گا۔ اُس کے اردگرد چھائے ہوئے توہمات کے اندھیرے چھٹ جائیں گے۔ انسان زمین پر ایک مظلوم مخلوق کے بجائے 'زمین کا براق' بن جائے گا۔

ابھی نہیں، نہ سہی، کل یہ نعرہ گونجے گا
کہ دہر کا ہے بشر قادر علی الاطلاق
مسیحِ وقت، پئے حرفِ مرگ اے جوشؔ
الٹ رہا ہے کتابِ حیات کے اوراق (۱۴)

جوشؔ 'جہادِ علم' میں بھی اسی ایقان کا اظہار کرتے ہیں:

اِس آدمی کو خدارا جواں تو ہونے دو
مسیحِ وقت بنے گا یہ طفلکِ جلّاد (۱۵)

جوشؔ کے تصورِ انسان میں علمی ارتقا کا عنصر بہت نمایاں ہے۔ یہی وہ عنصر ہے جس کے باعث وہ انسان میں مسیحِ وقت اور فطرت کا قانون ساز ہونے کی صلاحیت اجاگر ہوتے دیکھتا ہے۔ وہ اقبالؔ کے تصورِ عشق کے برعکس عقلی اور علمی ترقی کے موید ہیں۔ یہ الگ بات کہ جوش نے علمی ارتقا کی بات کرتے ہوئے سائنسی یا مادی پہلو پر کسی واضح فکری نظام کی بات نہیں کی صرف مخصوص بلند آہنگ اسلوب میں انسان کے مستقبل میں قادر علی الاطلاق ہونے کا اعلان کیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ جوش ''الہام وافکار'' لاہور، مکتبہ ادب جدید، ۱۹۶۶ء، ص ۱۵۵

۲۔ جوش، نظم ''انسان کا ترانہ''، ''آیات ونغمات'' ص ۱

۳۔ جوش ''حرف وحکایت'' لاہور، مکتبہ اردو، ۱۹۴۲ء (باردوم) ص ۲۱۴

۴۔ سلیم احمد ''ادھوری جدیدیت''، کراچی، سفینہ اکیڈمی، ۱۹۷۷ء، ص ۱۵۰

۵۔ محمد حسن، ڈاکٹر، مضمون ''فکرِ جوش''، مشمولہ ''جوش ملیح آبادی۔خصوصی مطالعہ'' (مرتبہ: قمر رئیس)، دلی، جوش انٹر نیشنل سیمینار کمیٹی، ۱۹۹۳ء، ص ۲۱

۶۔ عقیل احمد، ڈاکٹر، ''جوش کی شاعری کا تنقیدی جائزہ'' دلی، موڈرن پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۳ء، ص ۱۴۸

۷۔ جوش، ''عرش وفرش''، ممبئی، کتب خانہ تاج، ۱۹۴۴ء، ص ۵۷

۸۔ ایضاً، ص ۵۷

۹۔ جوش، ''الہام وافکار'' لاہور، مکتبہ ادب جدید، ۱۹۶۶ء، ص ۳۰

۱۰۔ قمر رئیس، ''جوش ملیح آبادی۔خصوصی مطالعہ'' دلی، جوش انٹر نیشنل سیمینار کمیٹی، ۱۹۹۳ء، ص ۱۰۶۔۱۰۵

۱۱۔ جوش ''الہام وافکار'' لاہور، مکتبہ ادب جدید، ۱۹۶۶ء، ص ۱۷۷

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۵۸

۱۳۔ جوش، ''جنون وحکمت'' لاہور، مکتبہ اردو، س ن، ص ۳۷

۱۴۔ جوش ''الہام وافکار'' لاہور، مکتبہ ادب جدید، ۱۹۶۶ء، ص ۵۴

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۷۹